International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 01, Jan-Jun 2024
PP: 188 -214

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

صوفیہ کی معاشی سرگرمیاں: تحقیقی جائزہ

Economic Activities of Sofia: A Research Review

Dr. Fakhar Zaman
Assistant Professor, Government Graduate College Samanabad Faisalabad
Prof. Dr. Muhammad Humayun Abbas Shams
Dean Faculty of Islamic and Oriental Learning, Incharge Rahmatulil Alameen Seerat Chair, GC University Faisalabad

Abstract

Islam provides a set of moral norms and values about the individual and social economic behaviour. Islam has its own economic system on the basis of Divine Guidance and philosophical views. Sūfīs are the soul and practical representatives of Islamic values. Therefore, the have adapted their theory and practice to a wide variety of social, economic and theological environments. It is considered that poverty is an important spiritual value, while on the other hands we find Sūfīs involved in various activities of social economics like trading etc. The main contribution of Sūfīs to economic thought in Islam is a constant pull against giving too high a value to material wealth. Even though, Sūfīs conceptualised poverty, charity and wealth. Sūfī thinkers argue that asceticism is the first step on the path to seek God, but the seeker should renounce material possessions and even the appetite to acquire material goods under the Divine Principles of economy. The discussion has been premeditated to explore the economic activities of Sūfīs in different era of life. Moreover, it has been discussed that how Sūfīs influenced the social economical behaviours in different times.

Keywords: Sūfīs, Mysticism, Economic Activities, Charity.

تعارف

صوفیہ کی معاشی سرگرمیاں، جو ایک طویل تاریخی اور ثقافتی ورثہ رکھتی ہیں، اسلامی دنیا میں ایک منفرد اہمیت کی حامل ہیں۔ صوفی سلسلے اور صوفی شخصیات نے نہ صرف روحانی اور مذہبی لحاظ سے، بلکہ معاشی اور سماجی میدانوں میں بھی گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ صوفیاء کی معاشی سرگرمیاں مختلف شعبوں میں پھیلتی ہیں، جن میں زراعت، تجارت، دستکاری، اور

CC BY

خیرات شامل ہیں۔ ان سرگرمیوں نے مختلف معاشرتی طبقات کے درمیان تعلقات کو مضبوط کیا اور معاشرتی انصاف اور اقتصادی استحکام کے فروغ میں مدد فراہم کی۔ اس کے ساتھ معاش کی کچھ وضاحت درج ذیل ہیں:۔

معاش کا لفظ ''عیش'' سے بنا ہے جس کا معنی ہے ''حیاۃ'' یعنی زندگی اور معاش، معیش اور معیشت کا معنی ہے۔ ''عاشَ، یَعِیش، عَیْشًا وعِیشَةً وَمعِیشًا ومَعاشاً ''[1] ''جس کے ذریعہ زندگی گزاری جاتی ہے۔'' اور معیشت کی جمع ''معایش'' ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے: ''وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ''[2] ''اور ہم نے تمہارے لیے اس میں (زمین) سامانِ معیشت بنائے۔''

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''العَيْشُ الحَيَاةُ المُخْتَصَّةُ بالحيوانِ... وَيُشْتَقُّ منه المَعِيشَةُ لِمَا يُتَعَيَّشُ منه''[3]

''عیش، اس کا معنی ہے ''زندگی'' اور خاص کر اس زندگی کو کہتے ہیں جو حیوان میں پائی جاتی ہے اور العیش سے لفظ المعیشۃ ہے۔ جس کے معنی ہیں: سامان زیست کھانے پینے کی وہ تمام چیزیں جن پر زندگی بسر کی جاتی ہے۔''

قرآن کریم میں یہ لفظ اس طرح استعمال ہوا ہے: ''نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا''[4] ''ہم نے ان میں ان کی معیشت کو دنیا کی زندگی میں تقسیم کر دیا۔'' ''لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ ''[5] ''تمہارے لیے اس میں سامانِ زیست ہیں۔''

کتاب العین میں درج ذیل مفہوم کو زیادہ واضح کیا گیا ہے:

> ''المعیشة: التی یعیش بها الانسان من المطعم والمشرب والعشیة كل شئ یعاش به او فیه فهو معاش، النهار معاش، والارض معاش للخلق، یلتمسون فیها معایشهم''[6]
>
> ''جو چیزیں انسان کھا پی کر زندہ رہتا ہے وہ معیشت ہے اور ہر وہ چیز جس کے ذریعہ زندگی گزاری جائے یا جس میں زندگی گزاری جائے وہ معاش ہے، دن معاش ہے اور مخلوق کے لیے زمین معاش ہے کیونکہ وہ اس میں (زمین) زندگی گزارنے کا سامان تلاش کرتے ہیں۔''

یعنی معاش کا مفہوم ہے وہ تمام مادی اسباب جن کے ذریعہ انسان اپنی مادی ضروریات کی تکمیل کرتا ہے۔ اس کے مترادف کے طور پر چند اور الفاظ کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً کسب۔ قرآن حکیم میں یہ کمانے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ''اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ''[7] ''خرچ کرو اس پاکیزہ مال میں سے جو تم نے کمایا۔'' نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ بہترین کمائی کون سی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمل الرجل بیده''[8] ''انسان کا اپنے ہاتھ سے کمانا۔'' صاحب ''لسان العرب'' کے مطابق: ''الكَسْبُ: الطَّلَبُ والسَّعْىُ فى طَلَبِ الرزق والمَعِيشَةِ''[9] ''کسب سے مراد ہے طلب

رزق اور معیشت میں کوشش کرنا۔" معاش اور کسب کے علاوہ قرآن کریم میں معاش کے لیے سعی، رزق اور فضل کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں۔

کسب معاش احادیث نبویہ کی روشنی میں

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ، خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ"[10]

"کسی شخص نے اس سے بہتر طعام نہیں کھایا جس کو اس نے اپنے ہاتھ سے کمایا ہو اور بے شک اللہ کے نبی داود علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"لَأَنْ يَحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلَى ظَهْرِهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ أَحَدًا"[11]

"تم میں سے کوئی شخص اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا باندھ کر لائے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے۔"

اسی طرح کسب معاش کے بارے میں آپ ﷺ کے چند ارشادات ملاحظہ فرمائیں: **"طلب الحلال فریضة بعد الفریضة"**[12] "رزق حلال کی تلاش فرض عبادت کے بعد (سب سے بڑا) فریضہ ہے۔" **"اطلبوا الرزق فی خبایا الارض"**[13] "رزق کو زمین کی پوشیدہ تہوں میں تلاش کرو۔" **"التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ"**[14] "سچا امانت دار تاجر (قیامت کے دن) انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔" **"ان من الذنوب ذنوبا لا یکفرها الا الهم فی طلب المعیشة"**[15] "بے شک بعض گناہ ایسے ہیں جن کو سوائے فکرِ طلبِ معیشت کے اور کوئی چیز دور نہیں کر سکتی۔"

کسب و ہنر کے اصلیت حضرت آدم علیہ السلام سے منسوب ہے۔ آپ علیہ السلام کھیتی باڑی کرتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔[16] حضرت ادریس علیہ السلام درزی تھے۔[17] حضرت داؤد اور صالح علیہ السلام زرہیں بناتے تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام سوداگر اور مویشیوں کے مالک تھے۔ موسیٰ علیہ السلام آپ کے ہاں گلہ بانی کا کام کرتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کھجور کے پتوں سے تھیلے بناتے تھے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس مال و دولت کی اس قدر بہتات تھی کہ ان کا علاقہ ان کے جانوروں سے تنگ پڑنے لگتا تھا۔[18] چار ہزار زر خرید غلام آپ کے مویشیوں کی چرواہی اور رکھوالی کرتے تھے۔[19] حضرت لوط علیہ السلام کاشت کار تھے۔[20]

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:"کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِﷺ عُمَّالَ اَنْفُسِھِمْ"[21]"رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اپنے معاش کے لیے ہاتھوں سے کام کرتے تھے۔" ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے مصافحہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے ہاتھ پر نشانات کیسے ہیں، عرض کی میں پتھر پر پھاوڑا چلاتا ہوں اور اس سے اپنے اہل و عیال کے لیے روزی کماتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ چوم لیے۔[22]

حضور اکرم ﷺ نے ارقع بن تحیق تمیمی سے فرمایا: اپنی اور اپنے خاندان کے لیے روزی حاصل کرنے کی سعی کرو مگر ایمان داری کے ساتھ۔ تمہارا یہ فعل اللہ تعالیٰ کے نزدیک جہاد کے برابر ہے۔[23]

حضرت عمر فرماتے ہیں:

"لا يقعد أحدكم عن طلب الرزق ويقول: اللهم ارزقني، فقد علمتم أن السماء لا تمطر ذهباً ولا فضة"[24]

"تم میں کسی کو یہ نہیں کرنا چاہیے کہ وہ بیٹھا رہے اور یوں کہے، اے اللہ! مجھے رزق دے، اس لیے کہ تم جانتے ہو کہ آسمان سے سونا اور چاندی نہیں برستا۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے تھے:"انی لاکرہ أن أری الرجل فارغاً، لا فی أمر دنیاہ، ولا فی أمر آخرتہ"[25]"مجھے برا معلوم ہوتا ہے کہ کسی آدمی کو بے کار دیکھوں، نہ وہ دنیا کا کام کرتا ہو، نہ دین کا۔" ایک مرتبہ صحابی رسول حضرت سلیمان فارسی غلہ کندھوں پر اُٹھا کر لے جا رہے تھے، لوگوں نے دیکھا تو عرض کیا کہ آپ صحابی رسول ہو کر غلہ جمع کر رہے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"اِنَّ النَّفْسَ اِذَا اَحْرَزَتْ قُوْتَھَا اِطْمَأَنَّتْ""بے شک نفس جب روزی جمع کر لیتا ہے تو اطمینان سے کام کرتا ہے۔"[26]

صحابہ کرام مختلف پیشوں سے روزی کماتے تھے۔ حضرات ابو بکر صدیق، عثمان بن عفان، طلحہ بن عبید اللہ اور عبد الرحمٰن بن عوف پارچہ باف تھے۔[27] سعد بن ابی وقاص تیر ساز اور نوفل بن حارث نیزوں کی تجارت کرتے تھے۔ خباب بن ارت، ارزق بن عقبہ ثقفی اور نبی کریم ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے رضاعی والد ابو سیف لوہار تھے۔ ابو رافع لکڑی کے پیالے بنایا کرتے تھے۔ کلید بردار کعبہ عثمان بن طلحہ درزی تھے۔[28] عمار بن یاسر معمار تھے۔ خالد بن اسید بن ابو العاص اموی، عمرو بن عاص سہمی اور زبیر بن عوام اسدی قصاب یعنی گوشت فروشی کے پیشہ سے وابستہ تھے۔[29] ابو سفیان بن حرب اموی تیل اور چمڑے کا کاروبار کرتے تھے۔[30]

کسبِ معاش اور اقوالِ صوفیہ:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (م:۱۶۱ھ) بہت بڑے تاجر تھے۔ انہوں نے وصال کے بعد ورثاء کے لیے بہت مال چھوڑا۔ ایک بار اپنے مال کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:"لو لاک لتمند لوابی""اگر تو نہ ہوتا تو امراء مجھے ہاتھ کا رومال بنا

لیتے۔"[31] آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے ایسے شخص کی نسبت پوچھا جو اپنے بیوی بچوں کے لیے کسب کرتا ہے لیکن اگر وہ باجماعت نماز پڑھے تو ان کی پرداخت نہ کر سکے تو اس شخص کو کیا کرنا چاہیے؟ آپ نے فرمایا: اس شخص کو بیوی بچوں کی گذران کے لیے کسب کرنا چاہیے اور اسے نماز اکیلے پڑھنی چاہیے۔[32] آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے "اِذَا حَصَّلْتَ قُوْتَ شَهْرٍ فَتَعَبَّدْ"" جب تم (کم از کم) ایک ماہ کی روزی حاصل کر لو تب عبادت میں مشغول ہو۔"[33]

ابراہیم بن ادھم (م: ۱۶۳ھ) کسبِ معاش اور حلال روزی کے بارے میں فرماتے ہیں: علیک بعمل الأبطال، الکسب من الحلال والنفقة علی العیال۔[34] بہادروں کا کام کیا کرو یعنی حلال کی روزی کمایا کرو اور اپنے عیال پر خرچ کیا کرو۔

عبد اللہ بن مبارک (م: ۱۸۱ھ) بہت بڑے تاجر تھے، آپ فرماتے ہیں:

لا خیر فیمن لا یذوق ذل المکاسب۔[35] "جو شخص روزی کمانے کی ذلت کا مزہ نہیں چکھتا اس میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی۔"

آپ مزید فرماتے ہیں: مکاسبک لا تمنعک عن التفویض والتوکل اذا لم تضیعها فی کسبک-[36] "تمہارا پیشہ تمہیں تفویض اور توکل سے نہیں روکتا بشرط کہ تم روزی کمانے کے دوران ان دونوں کو ضائع نہ کر دو۔" عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں: توکل کسب کے لیے مانع نہیں ہے بلکہ کسب و توکل دونوں ہی داخل عبادت ہیں۔[37] آپ سے کسی نے پوچھا کمینے لوگ کون ہیں؟ فرمایا: وہ جو اپنے دین کو وجہ معاش بناتے ہیں۔[38] ایک مرتبہ ان کی پونجی کھو گئی تو رونے لگے اور فرمایا: "هو قِوامُ دینی" وہ مال میری دین داری کا ستون تھا۔[39]

ابو سلیمان عبد الرحمٰن الدارانی (م: ۲۱۵ھ) فرماتے ہیں:

> "لیس العبادة عندنا أن تصف قدمیک وغیرک یقوت لک، ولکن ابدأ برغیفیک فأحرزهما ثم تعبد"[40]
>
> "ہمارے نزدیک عبادت اس کا نام نہیں کہ تم اپنے پاؤں جوڑ رکھو اور کوئی دوسرا شخص تمہاری ضروریات پوری کرے بلکہ پہلے دو روٹیوں کی فکر کرو، بعد میں عبادت کرو۔"

حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ امام احمد بن حنبل (م: ۲۴۱ھ) سے پوچھا: توکل کیسا ہے؟ جواب دیا توکل اچھا ہے لیکن آدمی کو چاہیے کہ لوگوں کے ذمہ نہ ہو جائے بلکہ چاہیے کہ کسب کرے تاکہ خود بھی اور اس کے اہل وعیال بھی خوش رہیں اور حرفہ کو نہ چھوڑیں۔[41]

امام احمد بن حنبل سے کسی نے پوچھا آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو اپنے گھر میں یا مسجد میں بیٹھا رہے اور کہے کہ میں کوئی کام نہیں کروں گا یہاں تک کہ میرا رزق خود بخود میرے پاس آجائے۔ آپ نے فرمایا وہ شخص علم سے بے خبر ہے۔[42]

حضرت ابو قلابہ بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"لأن أراک تطلب معاشک أحب الی من أراک في زاوية المسجد"[43]

"تمہارا طلب معاش میں مصروف رہنا، مسجد کے ایک کونے میں بیٹھے رہنے سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔"

آپ بیان کرتے ہیں کہ ابو ایوب سختیانی نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:" أبوقلابة الزم السوق، فان الغنی من العافية يعنی : الغنی عن الناس "[44]"ابو قلابہ بازار کا پیچھا مت چھوڑو، کیوں کہ تونگری لوگوں سے ایک قسم کی سلامتی ہے۔"

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ سچا تاجر زیادہ بہتر ہے یا وہ شخص جس نے خود کو عبادت کے لیے فارغ کر لیا ہو، فرمایا: سچا تاجر! کیوں کہ وہ ناپ تول اور لین دین میں گویا شیطان سے جہاد کرتا ہے۔[45]

سہل بن عبد اللہ تستری (م: ۲۸۳ھ) فرماتے ہیں:

من طعن علی الاکتساب فقد طعن علی السنّة، ومن طعن علی التوکل فقد طعن علی الایمان۔[46]

"جس شخص نے کسی کو روزی کمانے کا طعنہ دیا اس نے گویا سنت پر طعن کیا اور جس نے توکل پر طعن کیا اس نے ایمان پر طعن کیا۔

حضرت جنید بغدادی (م: ۲۹۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:" من النذالة أن يأكل الرجل بدينه"[47]"یہ کمینہ پن ہے کہ انسان اپنے دین کو کھانے کا وسیلہ بنائے۔" آپ سے کسی نے توکل کے بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا: يستقی الماء ويلقط النوی۔[48]"پانی کنویں میں سے نکالا جاتا ہے (تب ہی پی سکتے ہیں) اور دانا چُگا جاتا ہے۔"

ابو الحسن احمد بن محمد بن سالم رحمۃ اللہ علیہ ایک بار پیشہ وری کی فضیلت بیان کر رہے تھے تو کسی نے پوچھا ہمیں روزی کمانے کا حکم دیا گیا ہے یا توکل کا۔ ابن سالم نے فرمایا: توکل رسول اللہ ﷺ کا حال تھا اور کسب آپ کی سنت ہے۔ آنحضور نبی کریم ﷺ نے روزی کمانا اس لیے سنت قرار دیا کہ آپ کو لوگوں کی کمزوری کا علم تھا تاکہ لوگ توکل کے مقام سے جو آپ کا "حال" ہے گر جائیں تو کم از کم طلبِ معاش کے درجے سے جو آپ کی سنت ہے تو نہ گریں۔[49]

ابراہیم متبولی مصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے میں فقیر کو دوست نہیں رکھتا مگر اسی صورت میں کہ وہ کوئی نہ کوئی پیشہ کرتا ہو جو اس کو دوسروں کے سامنے سوال کرنے سے باز رکھے۔[50] ابو عبد اللہ محمد بن منازل نیشاپوری (م: ۳۲۹ھ) فرماتے ہیں کہ جس نے کسب کی ذلتیں نہ اٹھائی ہوں اس میں کچھ بھلائی نہیں۔[51] ابو نصر عبد اللہ بن علی سراج الطوسی (م: ۳۷۸ھ)

رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جو شخص روزی کمانے میں مشغول ہو وہ وقت پر فرائض ادا کرنے سے غافل نہ رہے اور نہ ہی یہ خیال کرے کہ اسے اس پیشہ کی وجہ سے روزی مل رہی ہے۔ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کے بعد اگر کوئی رقم بچ جائے تو اسے ان فقراء پر خرچ کرے جن کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔[52]

شیخ ابو بکر محمد بن اسحاق محمد بن ابراہیم کلاباذی بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م:۳۸۵ھ) لکھتے ہیں: جائز ذرائع یا پیشے کے ذریعے روزی کمانا جائز ہے تاکہ دوسروں کے مال کو لینے کی حرص ختم ہو جائے اور اپنے مال سے دوسروں کی مدد کی جائے۔[53] شیخ کلاباذی مزید لکھتے ہیں کہ صوفیہ کے نزدیک اس شخص پر روزی کمانا فرض ہو جاتا ہے جس کے ساتھ ایسے لوگ وابستہ ہوں جن کے روزینہ کی ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہو۔[54]

ابو الحسن علی بن جعفر خرقانی (م:۴۲۵ھ) فرماتے ہیں: حلال ترین نعمت وہ ہے جو کوئی اپنی جدوجہد سے حاصل کرے۔[55]

ابو اسحاق بن شہریار گازرونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حصول علم کے بعد رزق حلال حاصل کرنے سے بہتر اور کوئی چیز نہیں کیوں کہ رزق حلال طلب نہ کرنے والے کا کوئی عمل اور دعا قبول نہیں ہوتی۔[56]

سید محمد اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ (م:۸۰۸ھ) فرماتے ہیں کہ کھانے کی تین صورتیں ہیں، فرض، سنت اور مباح، اس قدر طعَام کہ انسان ہلاکت سے محفوظ رہے فرض ہے اتنی مقدار میں کھانا کہ عبادت کر سکے اور روزی کما سکے سنت ہے پیٹ بھر کر کھانا مباح ہے، سیر ہو جانے سے زیادہ کھانا حرام ہے۔[57]

خواجہ محمد باقی باللہ (م:۱۰۱۲ھ) فرماتے ہیں توکل یہ نہیں کہ ظاہری اسباب کو چھوڑ کر بیٹھ رہیں، یہ تو بے ادبی ہے بلکہ کوئی جائز سبب اختیار کرنا چاہیے لیکن نظر صرف سبب پر نہیں رکھنی چاہیے کیوں کہ سبب تو ایک دروازہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اسے بند کر کے دیوار کے اوپر سے گزرنا بے ادبی ہے اسے کھلا رکھنا چاہیے۔[58]

شیخ شرف الدین احمد بن یحیٰ منیری (م:۷۸۲ھ) لکھتے ہیں: جن لوگوں پر کسی کا کھانا اور کپڑا واجب ہو تو ایسے لوگوں پر کسب کرنا فرض ہے لیکن کسب اس طرح اختیار کرے کہ خدا سے اس کی نظر نہ ہٹنے پائے۔ اگر کوئی شخص اپنے نفس کو اس حال میں دیکھے کہ اگر میں کسب نہیں کروں گا تو میرا نفس خدا سے پھر جائے گا اور مخلوق کا دروازہ کھٹکھٹائے گا تو اس پر نماز کی طرح کسب کرنا فرض ہے۔ آپ مزید لکھتے ہیں: کسب معیشت سے توکل کو نقصان نہیں پہنچتا، اگر نقصان پہنچتا ہوتا تو انبیاء علیہ السلام اس سے کوسوں دور رہتے چونکہ یہ لوگ بہ اعتبار دوسروں کے توکل کے مقام میں کہیں بلند بر تر ہیں۔[59]

عبد العزیز دباغ مغربی رحمۃ اللہ علیہ (م:۱۱۳۱ھ) فرماتے ہیں:

"انما اسباب المعاش من حراثة وتجارة وغيرهما بمنزلة الكشاكيل التى فى أيدي السحاة، فانه قد جرت عادة الرب سبحانه انه لا ينزل الرزق على العبد انزالا بأن

یعطیه الرزق فی یده من غیر حیلة، بل لا یعطیه ایاه حتی یسأله بکشکول من کشاکیل أسبابه"[60]

"حصولِ معاش کے جتنے بھی اسباب ہیں مثلاً کھیتی باڑی، تجارت وغیرہ کی مثال اس کشکول کی سی ہے جو فقیروں کے ہاتھ میں ہوتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ کی عادت اسی طرح جاری ہے کہ بغیر حیلہ کے کسی کو رزق عطا نہیں کرتا بلکہ اس وقت دیتا ہے جب بندہ اسباب رزق کے کسی ایک کشکول کے ذریعہ سے اللہ سے سوال کرے۔"

شیخ عبداللہ مغربی علیہ الرحمہ کے چار صاحبزادے تھے۔ آپ نے چاروں کو مختلف پیشے سکھائے۔ لوگوں نے عرض کیا یہ ان کے شایان شان نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: میں نے انہیں اس لیے یہ پیشے سکھائے ہیں کہ میرے بعد یہ سچے لوگوں کا یہ کہہ کر دل نہ جلائیں کہ ہم فلاں کے بیٹے ہیں بلکہ بوقتِ ضرورت خود کما کر کھائیں اور حلال کھائیں حرام نہ کھائیں۔[61]

ا۔ تجارت:

بنیادی طور پر کسب معاش کے بڑے ذرائع تین ہیں۔ تجارت، زراعت اور صنعت و حرفت۔ ان میں کون سا ذریعہ معاش زیادہ بہتر ہے اس بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں۔ تجارت کی فضیلت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ نبی اکرم نور مجسم ﷺ خود تاجر تھے۔ آپ نے خود بھی تجارت کی اور امانت دار تاجر کو انبیاء، شہداء اور صدیقین کا ہم درجہ قرار دیا ہے۔ صدرِ اسلام میں اکابر صحابہ کا ذریعہ معاش بھی تجارت ہی تھا اس لیے بہت سے صوفیہ نے نبی کریم اور صحابہ کی اتباع میں تجارت کو اپنا ذریعہ معاش بنایا۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے والد محمد "قواریری" کہلاتے تھے جس کے معنی "شیشہ گر" کے ہیں۔[62] جب کہ خود جنید بغدادی کا اپنا ذاتی پیشہ خام ریشم کی سوداگری تھا۔ اس لیے آپ "خزاز" کہلاتے تھے۔ ریشم کے کاروبار سے آپ اتنا کما لیتے جس سے آپ گھر کی ضروریات کے علاوہ اپنے دوستوں، مہمانوں کی خاطر مدارت کر سکیں نیز صوفیہ کی مالی امداد بھی کرتے تھے۔ اس بارہ میں ضیاء الحسن فاروقی یوں رقم طراز ہیں:

"جنید بغدادی کی طبیعت میں دوست نوازی بہت تھی۔ آپ اپنے دوستوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ریشم کا کاروبار کرتے تھے اور اپنی محنت سے اتنا کما لیتے تھے کہ اپنی گزر بسر اور اپنے دوستوں اور مہمانوں کی خاطر مدارت کر سکیں، وہ ایسی جفاکشی کے قائل نہ تھے جس کا نتیجہ فقر و فاقہ کشی ہوتی ہے۔ ان کا گھر ایک مرکز تھا۔ بغداد کے صوفیہ اور باہر سے آنے والے شیوخ و سالکانِ طریقت کا۔ وہ اپنے مہمانوں کا بہت خیال رکھتے تھے اور اپنا مال ان کی مہمان نوازی پر خرچ کرتے، اس کے علاوہ اکثر ایسے صوفیہ کی بھی مالی امداد کرتے تھے جو دنیا چھوڑ کر اور یکسو ہو کر تصوف کی راہ اختیار کر لیتے تھے۔"[63]

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مہمان نوازی کا اندازہ آپ کی اس وصیت سے بھی ہوتا ہے جو بوقتِ وصال آپ نے اپنے مرید ابو محمد جریری (م: ۳۱۱ھ) کو فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا: جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دینا، کفن پہنانا اور نماز جنازہ ادا کرنا اور جنازہ پر آئے ہوئے اصحاب کے لیے کھانا تیار کرنا تا کہ جب وہ جنازہ پڑھ کر واپس آئیں تو انہیں کھانا ملے۔[64]

آپ کامیاب تاجر اور خاصے دولت مند تھے۔ لیکن اس کے باوجود ان کو معاشی مسائل کی فکر رہتی تھی۔ آپ فرماتے کہ یہ کمینہ پن ہے کہ آدمی اپنے دین کو معاش کا ذریعہ بنائے۔[65] یعنی ذریعہ معاش الگ سے اختیار کرنا چاہیے اور اس کے ساتھ دین داری کی روش اختیار کرنی چاہیے کہ آدمی کے پاس جو کچھ ہو وہ سب کچھ خرچ نہ کر دے بلکہ بقدر ضرورت اپنے پاس رکھے اور حلال رزق کے لیے جد وجہد کرے۔ جعفر خلدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جنید بغدادی کے پاس آیا اور اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور صوفیہ کی معیت میں فقر کی حالت میں بیٹھنے کا ارادہ ظاہر کیا تو جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اپنا سارا مال خرچ نہ کرو، اس قدر اپنے پاس رکھ لو جو تمہارے لیے کافی ہو اور باقی خرچ کر دو اور جو مال اپنے پاس رکھو اس سے کھاتے رہو اور ساتھ ہی حلال روزی کمانے کی کوشش کرو۔[66]

احمد بن عصمہ صفار بلخی رحمۃ اللہ علیہ (م: ۳۳۶ھ) کانسی کے برتنوں کی تجارت کرتے تھے۔[67] اسی طرح اسحٰق بن شیث صفار رحمۃ اللہ علیہ کا ذریعہ معاش بھی کانسی کے برتنوں کی تجارت تھا۔[68] صاحب سیر الاولیاء کے جد امجد سید محمد بن محمود کرمانی رحمۃ اللہ علیہ (م: ۷۱۱ھ) کسب معاش کے لیے تجارت کیا کرتے تھے۔ آپ کرمان سے سامان تجارت لاہور لاتے اور خاطر خواہ نفع کماتے تھے۔[69]

شیخ احمد معشوق الٰہی سہروردی قندھاری رحمۃ اللہ علیہ (م: ۷۲۳ھ) شیخ صدر الدین عارف (م: ۷۰۹ھ) کے خلیفہ تھے اور کسبِ معاش کے لیے تجارت کے پیشہ سے وابستہ تھے۔[70]

خواجہ امیر کُلال کے فرزند ارجمند شاہ امیر کُلال (م: ۸۰۴ھ) حلال روزی کمانے کے لیے نمک بیچا کرتے تھے۔[71] شیخ جوہر رحمۃ اللہ علیہ شہر عدن میں تجارت کے ذریعہ سے روزی روٹی کماتے تھے۔[72] شیخ عبد الواحد نقش بندی لاہوری علیہ الرحمہ تاجر تھے۔ ایک مرتبہ بخارا مالِ تجارت لے کر گئے اور نماز عشاء کے بعد ایک مسجد میں نوافل پڑھ رہے تھے کہ خادم مسجد نے یہ کہہ کر مسجد سے نکال دیا کہ مسجد کا دروازہ بند ہونے والا ہے اور نفل گھر میں جا کر پڑھو۔ رات کو خادم مسجد کے خواب میں خواجہ باقی باللہ دہلوی آئے اور فرمایا وہ درویش سوداگر ہندی ہے، ہمارے دوستوں میں سے ہے اس سے جا کر معذرت کرو، چنانچہ اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔[73]

شیخ حسن کنجد گر رحمۃ اللہ علیہ (م: ۱۰۰۲ھ) مشہور بہ حسو تیلی، شاہ جمال لاہوری کے خلیفہ تھے اور ان کا ذریعہ معاش غلہ فروشی تھا۔ ان کا طریقہ کار یہ تھا کہ جو بھی گاہک ان کے پاس آتا آپ ترازو اور باٹ اس کے حوالے کر دیتے اور کہتے کہ تم خود ہی غلہ تول لو، یوں گاہک اپنی مرضی کے مطابق غلہ تول کر لے جاتا تھا۔[74] حافظ محمد اسماعیل غوری نقش بندی مجددی

رحمۃ اللہ علیہ (م:۱۱۱۱ھ) شیخ سعدی بلخاری لاہوری (م:۱۱۰۸ھ) کے خلیفہ اور خادم تھے۔ حصولِ رزق حلال کے لیے تجارت کرتے تھے نیز پشاور میں آپ کی کریانہ کی دکان بھی تھی۔[75] شیخ پھوگی عزیز زئی قصوری رحمۃ اللہ علیہ گھوڑوں کی تجارت کرتے تھے۔[76] خواجہ ضیاء اللہ نقش بندی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ خواجہ محمد زبیر سرہندی (م:۱۱۵۲ھ) کے مرید و خلیفہ تھے۔ خواجہ ضیاء اللہ نقش بندی تاجر تھے اور تجارت کی غرض سے ہندوستان کے مختلف علاقوں کے چکر لگاتے رہتے تھے۔[77]

شیخ محمد سعید صابری شرق پوری (م:۱۲۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ قوم کے خوجہ تھے۔ اپنا آبائی پیشہ کرتے تھے۔[78] بعض اوقات کسب معاش کے لیے غلہ فروشی کا کام کرتے تھے۔[79]

شاہ سردار قادری (م:۱۲۲۵ھ) شیخ جان محمد قادری لاہوری (م:۱۲۰۶ھ) کے مرید تھے اور غلہ فروشی کا کاروبار کرتے تھے۔ آپ روزانہ بابک وال سے گندم سر پر اُٹھا کر شاہدرہ، (لاہور) منڈی میں لاتے اور اس کو فروخت کر کے اپنی، غریب طلباء اور درویشوں کی ضروریات کو پورا کرتے تھے۔[80]

۲۔ زراعت:

تجارت کے بعد کسب معاش کا دوسرا اہم ذریعہ زراعت ہے۔ اسلام میں زراعت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے زراعت کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا جو کوئی مسلمان درخت اگاتا ہے یا کھیت کاشت کرتا ہے تو اس میں سے کوئی پرندہ، انسان یا جانور کھاتا ہے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔[81]

شیخ ابوالمکارم علاؤالدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ (م:۷۳۶ھ) فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے زمین اور کھیتوں کو حکمت کے تحت پیدا فرمایا ہے اور خدا چاہتا ہے۔ یہ زمین اور کھیت آباد رہیں اور اس سے مخلوق کو نفع پہنچے، اگر مخلوقِ خدا کو یہ معلوم ہو جائے کہ دنیا کی آبادکاری جس سے فائدہ اور آمدنی مقصود ہو میں کتنا ثواب ہے تو لوگ ہرگز آبادکاری کے کام کو نہ چھوڑتے اور اگر یہ جانتے کہ آبادکاری کے کام کو چھوڑنے اور زمین کو بے کار رکھنے میں کتنا گناہ ہے تو وہ ہرگز ایسا نہ کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بطور تمثیل بیان کرتے ہیں:

> "ہر کس کہ زمینی دارد کہ از آن زمین ہر سال ہزار من غلہ حاصل می تواند کرد، اگر بہ تقصیر و اہمال نہ صد من حاصل کند و بسبب او آن صد من از حلق خلق دور افتد بقدر آن از وی باز خواست خواھند کرد۔"[82]

> ترجمہ: "جو کوئی شخص زمین کا کوئی ایسا خطہ رکھتا ہے کہ اس سے ہزار من سالانہ غلہ حاصل ہو سکتا ہے اگر اس کی کوتاہی اور کاہلی و سستی کی وجہ سے اس زمین سے (بجائے ہزار من کے) نو سو من غلہ

حاصل ہوا، اور اس (مالک زمین) کی وجہ سے سو من غلہ مخلوق کے حلق تک نہ پہنچ سکا تو (قیامت کے روز) اس سے سو من غلہ کی باز پرس ہو گی اور اسی کے برابر اس سے واپس مانگا جائے گا۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ درویشوں کو بطور نصیحت فرماتے کہ جو درویش کام میں مشغول ہیں ان کو چاہیے کہ اپنے اندر بے کاری کو نہ آنے دیں کیوں کہ ایک بے کار شخص سو کار گزار بندوں کو کام سے باز رکھتا ہے۔[83]

عدوی البلید الی الجلید سریعۃ والجمر یوضع فی الرماد فیخمد[84]

"کند ذہن کا اثر تیز ذہن پر بہت جلد ہوتا ہے اور اگر آگ کی چنگاری کو راکھ میں رکھ دیں تو بجھ جاتی ہے۔"

عتبہ بن غلام رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ آپ حصولِ رزق کے لیے جَو کاشت کرتے تھے۔[85]

شیخ بو علی سیاہ رحمۃ اللہ علیہ (م: ۴۲۴ھ) کسب معاش کے لیے کھیتی باڑی کرتے تھے۔[86] سید احمد المعروف بہ سخی سلطان سرور (م: ۵۷۷ھ) کاشت کاری کرتے تھے۔ نیز بھیڑ بکریاں چرایا کرتے تھے۔[87] خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے فرزند ارجمند خواجہ فخر الدین (م: ۶۵۳ھ) کسب معاش کے لیے موضع مانڈل میں کھیتی باڑی کرتے تھے۔[88]

شیخ حمید الدین ناگوری سوالی (م: ۶۷۳ھ) خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ ان کے پاس ناگور میں موضع سوالی میں معاش کے لیے زمین تھی جس کو اپنے ہاتھوں سے کھودتے اور خود ہی تخم ریزی کرتے تھے اور اس سے اپنے اہل و عیال کی روزی روٹی کا بندوبست کرتے تھے۔[89] شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (م: ۷۶۵ھ) رزق حلال کے لیے کھیتی باڑی کرتے تھے۔[90] سید محمد بہاء الدین نقش بند بخاری (م: ۷۹۱ھ) کی معیشت کا انحصار کاشت کاری پر تھا۔ آپ ہر سال جَو اور ماش کاشت کرتے تھے۔[91] خواجہ محمد ہاشم کشمی لکھتے ہیں آپ اپنی روزی کے حصول کے لیے زراعت کرتے اور خود زمین کاشت کرتے تھے۔[92]

خواجہ عبید اللہ احرار (م: ۸۹۵ھ) کاشت کاری کرتے تھے۔ آپ کی ملکیت میں تیرہ سو سے زائد کھیت تھے۔[93] مولانا جامی نے اپنی مثنوی یوسف و زلیخا میں اس امر کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔

ہزار ارش مزرعی در زیرِ کشت است   کہ زادِ رفتن راہِ بہشت است

کاشفی، خواجہ احرار کی جائداد کے بارے میں لکھتے ہیں: آپ کا مال و منال دیہات، اراضی، زراعت، گلہ، مویشی، اسپ اور املاک، یہ سب سامان شمار کے اندازہ سے باہر تھا۔[94] آپ کی جائیداد میں زرعی زمینیں، مکانات، دکانیں، کارخانے، مدرسے اور خانقاہیں وغیرہ تھیں جو تاشقند سے سمرقند تک پھیلی ہوئی تھیں۔

خواجہ صاحب کی آمدن کس قدر تھی اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ محض سمرقند کی زمینوں سے اسّی ہزار من غلہ سمرقند کے پیمانے سے، عُشر کی مد میں سلطان احمد میرزا کو ادا کیا جاتا تھا۔[95] آپ کی آمدن کے مصارف کیا تھے؟ ان مصارف کو آپ کے اس ارشاد میں تلاش کیا جاسکتا ہے:

"مجھ میں کوئی عیب نہیں سوائے اس کے کہ میں دنیا کماتا ہوں۔ اگر دیدۂ بصیرت گرد وغبار ہوس سے پاک ہو تو دیکھا جاسکتا ہے کہ اس طرح مال کمانا حقیقتِ طریقتِ خواجگان پر دال ہے۔۔۔ کیونکہ ان کے تمام اموال فقراء پر خرچ ہوتے تھے۔"[96]

شیخ حسام الدین متقی ملتانی (م: ۹۶۱ھ) کسبِ معاش کے لیے کاشت کاری کرتے تھے۔[97] شیخ حسین آدمی مصری رحمۃ اللہ علیہ کسبِ معاش کے لیے کھیتی باڑی کرتے اور بکریاں پالا کرتے تھے۔[98] سید حسین پائے میناری (م: ۹۴۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ کاشت کار تھے۔ آپ کا مزار دہلی میں مسجد قوت الاسلام کے جنوبی دروازہ کے قریب ہے۔ آپ کھیتی باڑی کرتے تھے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدن فقیروں پر خرچ کرتے تھے۔[99]

سید عبدالکریم بن للہ (م: ۱۰۳۱ھ) کھیتی باڑی کر کے رزق حلال کماتے تھے۔[100] عنایت اللہ مسکین شاہ امری قادری (م: ۱۰۵۷ھ) حضرت میاں میر قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ یہ کسبِ معاش کے لیے کھیتی باڑی کرتے تھے۔[101] میاں نور محمد قادری نوشاہی (م: ۱۱۹۳ھ) کمبوہ قوم کے چشم وچراغ اور شاہ میر قلندر لاہوری (م: ۱۱۶۹ھ) کے مرید تھے۔ آپ کے پاس دریائے راوی کے کنارے کچھ زمین تھی جس میں آپ کاشت کاری کیا کرتے تھے۔[102] شیخ الٰہی شاہ قادری نوشاہی (م: ۱۲۸۵ھ) بھی کسب معاش کے لیے کاشت کاری کرتے تھے۔[103] خواجہ غلام مرتضیٰ نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۰۳-۱۸۱۳ء) کا ذریعہ معاش کاشت کاری تھا۔ آپ کی ضلع شیخوپورہ میں تین مربع زرعی اراضی تھی جس میں آپ کاشت کاری کرتے تھے۔ بعد ازاں ۱۸۵۵ء میں جب آپ لاہور تشریف لے گئے تو وہاں بھی کاشت کاری کو ہی ذریعہ معاش بنایا۔[104]

۳۔ صنعت وحرفت:

تجارت وزراعت کے بعد کسبِ معاش کا تیسرا اہم ذریعہ صنعت وحرفت ہے۔ اسلام میں صنعت وحرفت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ جب رسول امین ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ بہترین کمائی کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا۔[105] ایک دوسری روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ صنعت وحرفت، جاننے والے مسلمان کو بہت پسند فرماتا ہے۔ صنعت وحرفت میں ہاتھ سے تیار کردہ بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی اشیاء سبھی شامل ہیں۔

(i) کھجور کے پتوں سے اشیاء تیار کرنے والے:

یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ (م: ۱۹۹ھ) کو اپنے والد گرامی کی وراثت سے ستر ہزار ملے تھے مگر انہوں نے اس رقم سے کچھ نہیں لیا۔ آپ اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں کی چٹائیاں بنا کر فروخت کر کے روزی کماتے تھے۔[106] ابو محمد جعفر بن محمد بن نصیر خلدی بغدادی (م: ۳۴۸ھ) شیخ جنید بغدادی کے مرید تھے۔ آپ کھجور کے پتوں سے چٹائیاں بنا کر روزی کماتے تھے۔[107] شیخ ابوالحسن مکی رحمۃ اللہ علیہ چھال کی رسیاں بٹ کر روزی کماتے تھے۔[108] علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن مکی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بیٹی مکہ مکرمہ میں رہتی تھی جو نہایت متقی اور پارسا خاتون تھی، اس کا سالانہ خرچ صرف تیس درہم تھا۔ یہ تیس درہم ابوالحسن مکی کھجور کے پتوں سے بنائی ہوئی اشیاء بیچ کر کماتے اور ہر سال انہیں مکہ مکرمہ بھیجتے تھے۔[109]

شیخ حسام الدین ملتانی (م: ۷۳۶ھ) سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء کے خلیفہ ہیں، آپ کے ذریعہ معاش کے بارہ میں صاحب "گلزار ابرار" یوں رقم طراز ہیں:

> آپ ہمیشہ ٹاٹ بیچنے سے روزمرہ کی قوت پہنچاتے تھے اور جو کچھ باہم پہنچتا تھا اس میں سے بھی آدھوں آدھ کسی اور شخص کو دے دیا کرتے تھے جو مستحق ہوتا تھا اور رسمی علوم کے درس میں مشغول رہتے تھے۔ رحلت کے وقت تک یہی روش ورفتار اور کاروبار رہا۔[110]

شیخ شاہی رسن تاب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار صوفی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ رسیاں بٹ کر حلال روزی کماتے تھے۔[111] مشہور صوفی بشر بن حارث حافی (م: ۲۲۷ھ) کی بہن مخہ کسبِ معاش کے لیے سوت کاتا کرتی تھیں۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ ایک بار امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئیں اور عرض کرنے لگیں ہم اپنے مکان کی چھت پر سوت کاتتے ہیں تو ظاہر یہ کی مشعلیں گزرتی ہیں اور ان کی شعاعیں ہم پر پڑتی ہیں۔ کیا ان کی شعاع میں ہمارے لیے سوت کاتنا جائز ہے؟ امام احمد بن حنبل نے پوچھا تو کون ہے؟ جواب دیا بشر حافی کی بہن ہوں۔ امام احمد رو پڑے اور کہا تمہارے ہی گھر سے تو سچی پرہیز گاری نکلتی ہے ان کی شعاع میں سوت نہ کاتا کرو۔[112]

(ii) حداد:

ابو حفص عمر بن مسلمہ حداد نیشاپوری (م: ۲۶۰ھ) لوہار کا پیشہ کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بیس سال سے زائد عرصہ تک ہر روز ایک دینار مزدوری کر کے لاتے اور صوفیہ پر خرچ کرتے تھے۔[113] آخری عمر میں انہوں نے لوہار کے پیشے کو ترک کر دیا اس کی وجہ یہ بنی کہ ایک دن اپنی دکان پر کام کر رہے تھے۔ کسی قاری نے قرآن کی آیت تلاوت کی جس سے ابو حفص کے قلب پر ایسی کیفیت طاری ہوگئی کہ آپ اپنے اس احساس سے غافل ہوگئے۔ آگ کی جلتی بھٹی میں ہاتھ ڈال دیا اور تپتا ہوا لوہا اپنے ہاتھ سے نکال لیا۔ ان کے شاگرد نے انہیں دیکھ لیا عرض کی اے استاد یہ کیا معاملہ ہے؟ جب ابو حفص نے دیکھا کہ اس پر راز کھل گیا ہے تو اپنا پیشہ ترک کر دیا۔[114]

ابو محمد حداد نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ، ابو حفص حداد نیشاپوری کے مرید تھے۔ یہ اپنے پیر و مرشد کی طرح لوہار کے پیشہ سے وابستہ تھے اور اس پیشہ سے حاصل ہونے والی آمدن درویشوں پر خرچ کرتے تھے۔[115] شیخ ابو جعفر بن بکیر حداد مصری رحمۃ اللہ علیہ لوہار تھے، ہر روز ایک دینار دس درہم کماتے تھے اور یہ ساری کمائی درویشوں پر خرچ کر دیتے تھے۔[116] شیخ موسیٰ آہنگر سہروردی (م: ۹۲۵ھ)[117] اور شیخ الہٰ داد آہنگر قادری نوشاہی (م: ۱۱۹۵ھ) لاہور میں آہنگری کا کام کر کے روزی کماتے تھے۔[118] اسی طرح شیخ صدرالدین قادری نوشاہی (م: ۱۱۲۰ھ) کسبِ معاش کے لیے لوہاری کے پیشہ سے منسلک تھے۔[119]

(iii) خیاط:

ابو الخیر حماد التیناتی الاقطع (م: ۳۴۱ھ) زنبیل بنایا کرتے تھے۔[120] ابو اسحاق ابراہیم بن احمد خواص رحمۃ اللہ علیہ (م: ۲۹۱ھ) زنبیل بنا کر رزق حلال کمایا کرتے تھے۔[121] شیخ ابو العباس نہاوندی رحمۃ اللہ علیہ بڑے متقی اور صاحب ورع بزرگ تھے۔ رزق حلال کے لیے ٹوپیاں سیا کرتے تھے۔ ایک ٹوپی کی قیمت دو درہم لیا کرتے تھے۔ دو درہم سے زیادہ یا کم نہیں لیتے تھے دو درہم میں ٹوپی فروخت کرنے کے بعد ایک درہم اس شخص کو عطا کر دیتے جو سب سے پہلے آپ کے پاس آتا جب کہ دوسرے درہم کی روٹی خرید کر کسی درویش کے ہمراہ گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر کھاتے تھے۔[122]

شیخ لعل خیاط قادری نوشاہی (م: ۱۱۸۷ھ) شاہ میر قلندر لاہوری کے ارادت مندوں میں سے تھے اور کسبِ معاش کے لیے درزی کے پیشہ سے منسلک تھے۔[123] شیخ مومن شیرازی رحمۃ اللہ علیہ رزق حلال کے لیے درزی کا کام کرتے تھے۔[124]

(iv) نجار:

شیخ ابو الحسن نجار (م: ۴۸۱ھ) بڑھئی کا کام کرتے تھے۔[125] شیخ زین الدین محمود کمان گر بہدانی (م: ۹۶۰ھ) حصولِ رزق کے لیے کمان گری کے پیشہ سے وابستہ تھے۔ اس بارہ میں صاحب نسمات القدس لکھتے ہیں: آپ نے کمان گری کی حرفت کو نہ چھوڑا اور اپنے اور اپنے اہل و عیال کی روزی اسی کمان گری کی حرفت سے حاصل کرتے تھے اگر کوئی سونا چاندی بطور ہدیہ آپ کو پیش کرتا تو آپ ایک کمان اس کو پیش فرما دیتے اور اس کمان کی قیمت کے طور پر اسے قبول فرماتے۔[126] مولانا حسین نسفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی فخر الدین حسین کے ہاتھ پر بیعت تھے۔ آپ چمچے تراش کر اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے روزی کماتے تھے۔[127]

(v) حجام:

شیخ یاسین المغربی الحجام الاسود (م: ۶۸۷ھ) حجامی (یعنی سینگی لگانا) کا پیشہ کرتے تھے۔ واضح رہے کہ آپ مشہور محدث و فقیہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد تھے۔[128]

(vi) جفت ساز:

ابو بکر احمد بن عمر خصاف رحمۃ اللہ علیہ (م:۲۶۱ھ) نعلین دوزی کے ذریعے رزق حلال کماتے تھے۔[129] ابو سعید احمد بن عیسٰی خراز (م:۲۷۷ھ)، شیخ محمد بن منصور طوسی کے مرید تھے۔ آپ موچی کے پیشے سے اپنی روزی کماتے تھے۔ ایک دن چمڑے کا ایک موزہ سی رہے تھے، سیتے اور پھر اسے اُدھیڑ دیتے۔ لوگوں نے پوچھا یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ سیتے ہیں اور پھر ادھیڑ دیتے ہیں۔ جواب دیا کہ قبل اس کے کہ میرا نفس مجھے اپنے آپ میں مشغول کر لے میں اسے خود مشغول رکھنا چاہتا ہوں۔[130] آپ ایک بار قافلے کے ساتھ شام سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو اس سفر میں ایک رات، اپنے ساتھی صوفیہ اور فقراء کے جوتے مرمت کرتے رہے۔[131]

(vii)معمار:

شیخ محمد بن یوسف بن معدان البناء رحمۃ اللہ علیہ معماری کا کام کرتے تھے جو اجرت ملتی اس میں سے تھوڑی رقم اپنے لیے رکھ لیتے باقی فقیروں پر خرچ کر دیتے تھے۔[132] شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے اسلاف معماری کا پیشہ کرتے تھے۔ آپ کے دادا احمد معمار کا شمار عہد شاہ جہانی کے مشہور ماہرین فن میں ہوتا تھا۔ شاہان مغلیہ کی طرف سے ان کو نادرالعصر کا خطاب ملا تھا۔ جامع مسجد دہلی کی پیشانی پر جو تحریر شدہ کتبے ہیں شاہ کلیم اللہ کے والد گرامی نوراللہ کی باکمال انگلیوں کا کرشمہ ہیں۔ تاج محل، آگرہ، لال قلعہ دہلی، جامع مسجد دہلی، محل نواب آصف خان لاہور، قلعہ جات شمیر گڑھ اور حسن ابدال خاندان کلیمی کے تعمیری کارنامے ہیں۔ شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے توکل اور قناعت کی بے پناہ دولت سے نوازا تھا باوجود تنگی و عسرت کے کسی کے سامنے دست سوال کرنا تو کیا معنی امراء و سلاطین کے بیش بہا نذرانے اور جاگیر نامے تک قبول نہیں کرتے تھے۔ آپ کا ذریعہ معاش کیا تھا اس بارہ میں صحاب تکملہ سیر الاولیاء لکھتے ہیں: ایک حویلی آپ کی ملکیت تھی اس کا کرایہ مبلغ دو روپے آٹھ آنے ملتا تھا۔ اس پر آپ کی معیشت کا انحصار تھا چنانچہ دو روپے آپ اپنی ضروریات پر صرف کرتے اور آٹھ آنے ماہوار کرایہ کا ایک مکان لے کر اس میں رہتے تھے۔[133]

(viii)ظروف ساز:

سید شمس الدین خواجہ امیر کُلال (م: ۷۷۲ھ) سید تھے، کوزے اور مٹی کے برتن بناتے تھے[134] اسی وجہ سے کُلال کہلاتے تھے۔ کُلال فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی کمہار، کوزہ گر کے ہیں۔[135] شیخ امیر چہ سفال رحمۃ اللہ علیہ ظروف فروشی سے کسبِ معاش کرتے تھے۔[136] مولانا دانشمند علی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار خواجہ محمد باباسماسی کے خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ داش گری (کمہار) کے پیشہ سے رزق حلال کماتے تھے۔[137]

(ix)پارچہ باف:

شیخ ابوالحسین سرکی ریشم کا کپڑا بنا کرتے تھے۔[138] شیخ احمد نہروانی (م:۶۶۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ قاضی حمید الدین محمد بن عطا ناگوری کے مرید تھے۔ آپ اپنے وقت کے ولی کامل تھے۔ کسبِ معاش کے لیے پارچہ بافی کے پیشہ سے وابستہ تھے۔ شیخ

نصیر الدین محمد چراغ دہلوی (م) کے بقول شیخ احمد نہروانی کو کبھی گرکھے پر کام کرتے کرتے حالت طاری ہو جاتی اور وہ اس بے خودی کی حالت میں کپڑا بننا چھوڑ دیتے لیکن گرکھا چلتا رہتا اور کپڑا خود بخود تیار ہوتا رہتا تھا۔[139] خواجہ علی رامیتنی (م: ۷۱۵ھ) کا شمار خواجہ محمود انجیر فغنوی (م: ۷۱۷ھ) کے خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ کا لقب حضرت عزیزاں ہے اور آپ کا ذریعہ معاش بافندگی یعنی کپڑا بننا تھا۔[140] مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس بیت میں انہی کی طرف اشارہ کیا ہے:

گر نہ علم حال فوق قال بودے کہ شدے

بندہ اعیان بخارا خواجہ نساج را

ترجمہ: "اگر علم حال علم قال سے بلند تر نہ ہوتا تو

سرداران بخارا خواجہ نساج کے خادم کب بن سکتے

تھے۔"

شیخ تقی مانک پوری رحمۃ اللہ علیہ (م: ۸۹۸ھ) کسبِ معاش کے لیے بافندگی کے پیشہ سے وابستہ تھے۔[141] شیخ قاسم قالینی رحمۃ اللہ علیہ قالین بُن کر رزق حلال کماتے تھے۔[142] شیخ عثمان بقاولی رحمۃ اللہ علیہ، آپ کا لقب بقاولی مشائخ تھا۔ آپ بافندگی کے پیشہ سے وابستہ تھے۔ ایک دن کسی نے امتحان لینے کی غرض سے غیر موسم میں پلہ مچھلی کی فرمائش کی، آپ کھڈی پر بیٹھے کام کر رہے تھے کہ آپ نے کھڈی میں ہاتھ ڈال کر زندہ پلہ مچھلی باہر نکال کر اس کے سامنے رکھ دی۔[143] خواجہ محمود انجیر فغنوی (م: ۷۱۷ھ) خواجہ عارف ریوگری کے مرید تھے۔ گل کار تھے اور یہی پیشہ گل کاری آپ کا ذریعہ معاش تھا۔[144]

(x) کتابت:

ابو یحییٰ مالک بن دینار (م: ۱۳۱ھ) کھجور کے پتوں سے دست کاری کی چیزیں بنا کر گزر بسر کرتے تھے[145] اور بعض اوقات قرآن کریم کی کتابت کر کے روزی کماتے تھے۔[146] شیخ ابو بکر محمد بن مسلم القنطری (م: ۲۶۰ھ) خلوت پسند، کم گو اور کافی نادار تھے لیکن اس کے بعد آپ سفیان ثوری کا مجموعہ حدیث نہایت ہی کم معاوضہ پر نقل کر کے اپنی گذر بسر کا سامان کرتے تھے۔[147]

شیخ فخر الدین مروزی (م: ۷۲۸ھ) قرآن کریم کی کتابت کر کے روزی کماتے تھے۔[148] کتابت کی اُجرت کا تعین لوگوں سے کرواتے، لوگ کہتے کہ ایک جزو کی اُجرتِ کتابت چھ آنے ہے تو یہ کہتے میں چار آنے لوں گا، اس سے زیادہ نہیں لیتے تھے۔ سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ سات سال مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے اور اس دوران کتابت کے ذریعہ روزی کماتے رہے۔ ڈاکٹر محمد ایوب قادری کے بقول: حضرت مخدوم کا قیام مکہ مکرمہ میں

سات سال رہا۔ کتابت کے ذریعے گزارا کرتے تھے۔ چاندنی رات میں دو جز لکھ لیا کرتے تھے اور اس کی اُجرت ایک فلوس نقری ہوتی تھی۔ چونکہ اس زمانہ میں وہاں غلہ مہنگا تھا اس لیے اس رقم میں جو کی روٹیاں ملتی تھیں۔[149]

شیخ جنید حصاری رحمۃ اللہ علیہ (م:۹۰۱ھ) شیخ فرید الدین گنج شکر (م:۶۶۴ھ) کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کا ذریعہ معاش کتابت تھا اور اس فن میں فوق العادت قسم کی مہارت رکھتے تھے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م:۱۰۵۲ھ) کے بقول موصوف صرف تین دن میں پورا قرآن اعراب سمیت کتابت کر لیتے تھے۔[150] شیخ جلال الدین مانک پوری قرآن کریم لکھ کر دہلی بھیجتے جو ہدیہ ملتا اسی پر ان کی گزر بسر تھی۔[151] شیخ علی بن حسام الدین متقی (م:۹۷۵ھ) کا ذریعہ معاش کتابت تھا۔[152] آپ رحمۃ اللہ علیہ کتابت کی اجرت پر گزر بسر کرتے، اپنی ضروریات سے زائد رقم سے بیوہ عورتوں کی مدد کرتے تھے۔[153] شیخ عبد الوھاب متقی قادری شاذلی (م:۱۰۰۱ھ) شیخ علی متقی ہندی کے مرید تھے اور ان کا ذریعہ معاش کتابت تھا۔ خط نستعلیق اور نسخ میں خوب مہارت رکھتے تھے۔ اپنے مرشد شیخ علی متقی کی اکثر کتابوں کی کتابت، تصحیح، ترتیب اور اصلاح انہی کے ہاتھوں سے ہوئی۔[154]

شیخ محمد طاہر لاہوری (م:۱۰۴۰ھ) کا شمار شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کے خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ کا ذریعہ معاش یہ تھا کہ آپ تفسیر و حدیث کی کتابیں مثلاً تفسیر بیضاوی اور مشکوٰۃ بہت اچھے خط میں لکھتے اور پھر ان پر حاشیہ کی تزین کرتے، مختلف نسخوں سے مقابلہ کرتے اور مزین کر کے انہیں فروخت کرتے اور یوں کتابوں کی تجارت سے اپنی روزی حاصل کرتے تھے۔[155]

۴۔ محنت و مزدوری:

ابو اسحاق ابراہیم بن ادھم (م:۱۶۳ھ) اپنے ہاتھ کی کمائی سے روزی حاصل کرتے تھے۔ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرتے، فصل کی کٹائی کرتے نیز باغوں کی نگہبانی کا کام انجام دیتے تھے۔ کسبِ حلال کی ان کے نزدیک بڑی اہمیت تھی۔ آپ فرماتے اپنی روزی پاک رکھو چاہے دن میں روزہ نہ رکھو اور رات میں قیام نہ کرو۔ عموماً اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا مانگتے خدایا! مجھے اپنی نافرمانی کی ذلت سے نکال کر اپنی تابع داری کی عزت عطا کر۔[156] یہ عزت تب ہی حاصل ہوتی ہے جب انسان کی غذا رزق حلال ہو۔ حضرت ابراہیم بن ادھم کو ایک بار دوران کسب ایک فوجی سے مار پڑی اس بارہ میں عبد الکریم بن ہوازن قشیری لکھتے ہیں کہ ابراہیم بن ادھم ایک بار کسی شخص کے انگوروں کے باغ میں مالی کے کام پر مامور تھے کہ وہاں سے ایک فوجی کا گزر ہوا، اس نے انگور مانگے تو انہوں نے فرمایا: مجھے مالک نے اجازت نہیں دی ہے۔ فوجی نے کوڑے برسانے شروع کر دیئے تو ابراہیم بن ادھم نے سر جھکا دیا اور کہا "اس سر کو خوب مارو۔ اس نے کافی مدت تک اللہ کی نافرمانی کی ہے۔" فوجی تھک کر چلا گیا۔[157] ابراہیم بن ادھم کو مزدوری سے جو رقم حاصل ہوتی اسے اپنے ساتھی صوفیہ پر خرچ کر دیتے تھے۔

ابو علی فضیل بن عیاض خراسانی (م: ۱۸۷ھ) سقائی کے پیشے سے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات پوری کرتے تھے۔[158]

ابو علی شقیق بن ابراہیم بلخی (م: ۱۹۴ھ) ابتداء میں تجارت کرتے تھے۔ بعد میں تجارت کو چھوڑ کر یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے اور حصولِ رزق کے لیے محنت و مزدوری کرنے لگے۔[159] مشہور صوفی حذیفہ مرعشی (م: ۲۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ اینٹیں بناتے تھے۔[160] ابوالحسین سری بن مغلس سقطی (م: ۲۵۷ھ) جنید بغدادی کے خالو اور استاد جب کہ معروف کرخی کے شاگرد تھے۔ کباڑیے کا کام کرتے تھے۔ بغداد کے بازار میں ان کی دوکان تھی، ایک مرتبہ بازار میں آگ لگ گئی تو دکانیں جلنے لگیں تو کسی نے انہیں بھی خبر دی کہ آپ کی دکان بھی جل گئی۔ بڑے اطمینان سے بولے اچھا ہوا میں اس کی نگرانی وغیرہ کے جھنجھٹ سے آزاد ہو گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ آس پاس کی دکانیں جل کر راکھ ہو گئیں لیکن ان کی دکان بچ گئی۔ جب انہیں اس کا علم ہوا تو اپنی ساری پونجی غرباء میں تقسیم کر دی۔[161]

علی بن حسین کہتے ہیں کہ ایک بار ابوالحسن سری سقطی کو کھانسی کا عارضہ لاحق ہوا تو میرے والد گرامی نے مجھے کچھ گولیاں دیں اور فرمایا کہ یہ سری سقطی کو دے آؤ، میں وہ گولیاں لے کر سری سقطی کے پاس آیا، انہوں نے کہا کتنے کی ہیں؟ میں نے عرض کیا مجھے معلوم نہیں، اس پر انہوں نے کہا کہ میری طرف سے والد گرامی کو سلام عرض کرنا اور یہ پیغام دینا کہ ہم پچاس برس سے لوگوں کو یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ دین کو معاش کا ذریعہ نہ بناؤ تو کیا آج تم یہ سمجھتے ہو کہ میں دین کے ذریعے سے کچھ کھاؤں گا، یہ کہہ کر وہ گولیاں واپس کر دیں۔[162]

ابو یحییٰ زکریا بن داویہ نیشاپوری (م: ۲۹۴ھ) محنت مزدوری کر کے رزق حلال کماتے تھے۔[163] خواجہ زنگی آتا (م: ۶۵۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ روزی کمانے کے لیے تاشقند کے لوگوں کے جانور چرایا کرتے تھے۔[164] شیخ ابو محمد العتایدی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ صرف نصف دانگ (دو دمڑی) کماتے تھے۔ آپ ایک کوڑی کی بھوسی خریدتے تھے اور اس سے دو روٹیاں پکاتے، ایک روٹی خود کھاتے اور دوسری خیرات کر دیتے تھے۔[165] مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ (م: ۶۷۲ھ) ذریعہ معاش کے لیے اوقاف کی مد سے پندرہ دینار ماہوار وزینہ مقرر تھا، چوں کہ مولانا مفت خوری کو سخت ناپسند کرتے تھے اس لیے معاوضے کے عوض فتویٰ لکھا کرتے تھے۔ آپ نے مریدوں کو سخت تاکید کر رکھی تھی کہ اگر کوئی فتویٰ لینے کے لیے آئے تو میں جس حالت میں بھی ہوں مجھے آگاہ کیا جائے تاکہ مجھ پر یہ آمدنی حلال ہو، چنانچہ معمول تھا عین وجد اور مستی کی حالت میں بھی مرید دوات اور قلم ہاتھ میں لیے رہتے تھے اس حالت میں کوئی فتویٰ آجاتا تو لوگ مولانا سے عرض کرتے، آپ اسی وقت جواب لکھ دیتے تھے۔[166]

اوزون حسن آتا رحمۃ اللہ علیہ خواجہ زنگی آتا کے مرید اور خلیفہ تھے۔ یہ بھی کسبِ معاش کے لیے اپنے مرشد کی طرح تاشقند میں لوگوں کے جانور چرایا کرتے تھے۔[167] خواجہ علاء الدین عطار (م: ۸۰۲ھ) سر پر ٹوکری رکھ کر بازار میں سیب

بیچ کر روزی کماتے تھے۔[168] مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ (م:۸۹۱ھ) کا شمار خواجہ عبید اللہ احرار کے خدام میں ہوتا ہے۔ لوگ آپ کو "سایہ خواجہ" کے نام سے پکارتے تھے۔ آپ باغبانی کے پیشہ سے منسلک تھے۔[169]

ملا پاینده محمد اخستکی رحمۃ اللہ علیہ (م:۱۰۰۹ھ) اپنے وقت کے کامل ولی تھے۔ آپ کو لوگوں کی طرف سے جو بھی تحائف و ہدایا ملتے آپ انہیں فقراء و حفاظ میں تقسیم فرمادیتے تھے اور خود پُرانے کپڑے کندھے پر ڈالتے، بازار لے جاتے اور انہیں بیچ کر اپنی روزی حاصل کرتے تھے۔[170] شیخ احمد بن محمد القشاشی رحمۃ اللہ علیہ (م:۱۰۷۱ھ) کسب معاش کے لیے مدینہ منورہ میں قشاشہ فروشی کا کاروبار کرتے تھے۔ قشاشہ پرانے سامان کو کہتے ہیں مثلاً دواتیں، پرانے جوتے اور اس طرح کی دوسری اشیاء فروخت کر کے رزق حلال کماتے تھے۔[171]

شیخ جنید موہانی چشتی (م:۱۰۷۷ھ) کسب معاش کے لیے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور انہیں فروخت کر کے ان سے حاصل ہونے والی رقم اپنے اہل و عیال اور مساکین پر خرچ کرتے تھے۔[172] شیخ علم الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے کامل ولی تھے۔ محنت مزدوری کر کے روزی کماتے تھے۔ ان کے بارہ میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حج بیت اللہ کے لیے حرمین شریفین جانے لگے تو ایک کلہاڑی، درانتی اور رمبا بھی ساتھ لے گئے، راستے میں گھاس اور لکڑیاں کاٹتے اور انہیں فروخت کر کے گزر بسر کرتے رہے لیکن کبھی کسی سے سوال نہیں کیا اور نہ ہی نذر و نیاز کا روپیہ وصول کیا۔[173]

شیخ محمد اسماعیل ملتانی رحمۃ اللہ علیہ (م:۱۱۰۱ھ) رزق حلال کمانے کے لیے طب کے پیشہ سے منسلک تھے۔[174] شیخ محمد خالد آجری رحمۃ اللہ علیہ اینٹیں بناتے تھے۔[175] شیخ لدھے شاہ موینہ قادری ہنگی سازی (گھوڑے کے بالوں سے چھلنی بنانا) سے رزق حلال کماتے تھے۔ چھلنی سے حاصل کردہ آمدن کا تیسرا حصہ اپنے تصرف میں لاتے اور باقی دو تہائی راہِ خدا میں خرچ کر دیتے تھے۔[176]

صوفیہ کے ناموں کے ساتھ مختلف پیشوں کی نسبتیں بھی ان کی معاشی سرگرمیوں کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ مثلاً حداد (لوہار)، خیاط (درزی)، نساج (کپڑا بننے والا)، سقطی (کباڑیہ)، نجار (بڑھئی)، دقاق (آٹا پیسنے والا)، بزاز (کپڑے کا کاروبار کرنے والا)، خراز (موچی)، کلال (کوزہ گر)، جصاص (چونا بیچنے والا)، دباغ (چمڑے کے دباغت کرنے والا)، قواریری (شیشہ گر، کانچ کا کام کرنے والا)، خزاز (ریشم کا کاروبار کرنے والا)، آجری (اینٹیں بنانے والا) وغیرہ۔ صوفیہ کی یہ نسبتیں بھی اس بات کا مظہر ہیں کہ ان بلند ہستیوں نے عمل صالح کا کیسا جامع تصور لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ افرادِ معاشرہ میں سے ہر فرد جس کام کو اچھی طرح انجام دینے کی مہارت رکھتا ہو وہ اس کو اختیار کر سکتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ صرف ان پیشوں کے اختیار کرنے پر پابندی عائد کرتی ہے جو فرد اور معاشرے دونوں کے لیے ضرر رساں ہوں۔

اختتام:

صوفیہ کے کسب معاش کے بارے میں مذکورہ بالا واقعات پڑھنے کے بعد یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ صوفیہ شریعت کی روشنی میں کسب حلال کو بنیادی فریضہ سمجھتے تھے۔ انہوں نے کسب حلال کے ذریعے نہ صرف اپنی ضروریات کا سامان کیا بلکہ اس مال و دولت کو انسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے صرف کیا۔ وہ بے کار رہنے کو ناپسند اور مریدوں کے نذرانوں پر پلنے کو جرم تصور کرتے تھے۔ صوفیہ کی معاشی سرگرمیاں اسلامی دنیا میں ایک اہم اور مثبت کردار ادا کرتی رہی ہیں۔ ان سرگرمیوں نے معاشرتی استحکام، اقتصادی ترقی، اور انصاف کے فروغ میں مدد دی ہے۔ صوفیہ کی یہ خدمات آج بھی قابلِ تقلید ہیں اور جدید دنیا کے مختلف چیلنجز کے حل میں معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

[1] ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، داراحیاء التراث العربی للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان، ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء، ج:۹، ص:۴۹۷۔۴۹۸

[2] الحجر:۲۰

[3] راغب اصفہانی، حسین بن محمد بن مفضل، مفردات الفاظ القرآن، الامیرۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان، ۱۴۳۱ھ / ۲۰۱۰ء، ص: ۴۹۰

[4] الزخرف:۳۲

[5] الاعراف:۱۰

[6] الفراھیدی، خلیل بن احمد، کتاب العین، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۲ء، ج:۳، ص:۲۶۱

[7] البقرۃ:۲۶۷

[8] بیہقی، احمد بن حسین، السنن الکبریٰ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۳ء، رقم الحدیث:۱۰۳۹۸

[9] ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، داراحیاء التراث العربی للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان، ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء، ج:۱۲، ص:۸۷

[10] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، رقم الحدیث:۲۰۷۲

[11] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، رقم الحدیث:۲۰۷۴

[12] طبرانی، ابو القاسم، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، رقم الحدیث:۹۹۹۳

[13] ابو یعلیٰ، احمد بن علی بن المثنی الموصلی، مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث:۴۳۸۴

14ترمذی، جامع الترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی التجار وتسمیۃ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایاھم، رقم الحدیث:۱۲۰۹

15طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، رقم الحدیث:۱۰۲

16مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الفضائل، باب من فضائل زکریا علیہ السلام، رقم الحدیث:۲۳۷۹

17السیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، الدر المنثور فی تفسیر بالماثور، مترجم: مولانا محمد خالد خان گڑھی، دار الاشاعت کراچی، ۲۰۱۲ء، ج:۱، ص:۸۸

18ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی، صید الخاطر، تحقیق وتعلیق: عامر بن علی یاسین، دار ابن خزیمہ للنشر والتوزیع، الریاض، السعودیہ، ۱۴۱۸ھ /۱۹۹۸ء، ص:۵۵

19شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری، مکتوبات صدی، مترجم: سید نجم الدین احمد فردوسی وسید الیاس شاہ بہاری فردوسی، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، س ن، مکتوب نمبر ۶۹، ص:۴۴۰۔۴۴۱

20السیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، الدر المنثور فی تفسیر بالماثور، ج:۱، ص:۸۸

21بخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، رقم الحدیث:۲۰۷۱

22مولانا عبد السلام ندوی، اُسوہ صحابہ، جلد اول، ص:۲۷۶

23نور الدین علی بن ابی بکر الھیثمی، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج:۴، ص:۶۳

24الغزالی، محمد بن محمد، احیاء علوم الدین، تحقیق: ڈاکٹر محمد وہبی سلیمان، اسامۃ عمورۃ دار الفکر دمشق، ۱۴۲۷ھ /۲۰۰۶ء، ج:۲، ص:۹۴۲

25احیاء علوم الدین، ج:۲، ص:۹۴۳

26ابن جوزی، عبد الرحمٰن بن علی، صید الخاطر، ص:۱۲۰

27ابن قتیبہ، الدینوری، ابو محمد عبد اللہ بن مسلم، کتاب المعارف، مترجم: پروفیسر علی محسن صدیقی، قرطاس، کراچی، ۲۰۱۲ء، ص:۵۳۹

28ابن قتیبہ الدینوری، کتاب المعارف، ص:۵۴۰

29ابن قتیبہ الدینوری، کتاب المعارف، ص:۵۳۹

30ابن قتیبہ الدینوری، کتاب المعارف، ص:۵۴۰

31ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی، صید الخاطر، ص:۶۳۲

32عبد الوھاب الشعرانی، الطبقات الکبریٰ، مترجم: سید عبد الغنی وارثی، نفیس اکیڈمی، کراچی، س ن، ص:۱۶۵

33ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی، صید الخاطر، ص:۱۲۰

34ابو نصر عبد اللہ بن علی السراج الطوسی، اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی، المکتبۃ التوفیقیۃ، القاھرۃ، مصر، س ن، ص:۲۰۵

35ابو نصر عبد اللہ بن علی السراج الطوسی، اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی، ص:۲۰۴

36ابو نصر عبد اللہ بن علی السراج الطوسی، اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی، ص:۲۰۴۔۲۰۵

37شیخ فرید الدین عطار، تذکرۃ الاولیاء، مترجم: عبد الاحد قادری، قادری رضوی کتب خانہ، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص:۲۰۱

[38] عبد الوھاب الشعرانی، الطبقات الکبریٰ، ص:۱۸۷

[39] ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی، صید الخاطر، ص:۶۳۲

[40] احیاء علوم الدین، ج:۲، ص:۹۴۴

[41] ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی، تلبیس ابلیس، مترجم: ابو محمد عبد الحق، مکتبہ اسلامیہ لاہور، ۲۰۰۹ء، ص:۴۴۲

[42] الغزالی، محمد بن محمد، احیاء علوم الدین، تحقیق: ڈاکٹر محمد وھبی سلیمان، اسامۃ عمورۃ دار الفکر دمشق، ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء، ج:۲، ص:۹۴۳

[43] احیاء علوم الدین، ج:۲، ص:۹۴۳

[44] احیاء علوم الدین، ج:۲، ص:۹۴۳

[45] احیاء علوم الدین، ج:۲، ص:۹۴۳

[46] ابو نصر عبد اللہ بن علی السراج الطوسی، اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی، ص:۲۰۴

[47] اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی، ص:۱۹۲

[48] اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی، ص:۲۰۴

[49] اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی، ص:۲۹۰

[50] عبد الوھاب الشعرانی، الطبقات الکبریٰ، ، ص:۸۴۷

[51] عبد الوھاب الشعرانی، الطبقات الکبریٰ، ص:۳۱۰

[52] ابو نصر عبد اللہ بن علی السراج الطوسی، اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی، ص:۲۹۱

[53] کلاباذی، ابو بکر محمد بن اسحاق، کتاب التعرف لمذھب اھل التصوف، مترجم: ڈاکٹر پیر محمد حسن، المعارف، گنج بخش روڈ، لاہور، ۱۳۹۱ھ، ص: ۱۲۷

[54] ایضاً، ص:۱۲۷

[55] الشیخ عبد المجید بن محمد الخانی الشافعی، الحدائق الوردیۃ فی جلاء السادۃ النقشبندیۃ، تحقیق: الدکتور عاصم ابراھیم الکیالی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۰۱۰ء، ص:۲۷۴

[56] تذکرۃ الاولیاء، ص:۴۵۹

[57] نظام یمنی، لطائف اشرفی، مترجم: پروفیسر ایس ایم لطیف اللہ، ناشر: نذر اشرف شیخ محمد ہاشم رضا اشرفی، ج:۲، ص:۲۵۶

[58] پروفیسر صاحبزادہ محمد عبد الرسول للہی، تاریخ مشائخ نقشبندیہ، مکتبہ زاویہ، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص:۳۴۵

[59] مکتوبات صدی، مکتوب نمبر:۶۹، ص:۴۴۱

[60] احمد بن مبارک السلجماسی، الابریز من کلام سیدی عبد العزیز الدباغ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء، ص:۲۵۶۔۲۵۷

[61] شاہ تراب علی قلندر کاکوروی، مجاھدات الاولیاء، ناشر: خانقاہ کاظمیہ قلندریہ تکیہ شریف کاکوری، لکھنؤ، ۲۰۱۲ء، ص:۳۹

[62] ضیاء الحسن فاروقی، حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ شخصیت و تصوف، مکتبہ خلیل، اُردو بازار، لاہور، س ن، ص:۱۸

[63] ضیاء الحسن فاروقی، حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ شخصیت و تصوف، ص:۳۴۔۳۵

[64] عبد الوھاب الشعرانی، الطبقات الکبریٰ، ص:۲۵۲

[65] اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی، ص:۲۷۵

[66] ابو نصر عبد اللہ بن علی السراج الطوسی، اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی، ص:۳۰۲

[67] فقیر محمد جہلمی، حدائق الحنفیہ، دار السلام، لاہور، ۲۰۲۴ء، ص:۲۰۸

[68] فقیر محمد جہلمی، حدائق الحنفیہ، ص:۲۵۲

[69] سید محمد بن مبارک کرمانی، سیر الاولیاء، مترجم: غلام احمد بریاں، مشتاق بک کارنر، لاہور (س ن)، ص:۳۱۰

[70] دہلوی، مرزا محمد اختر، تذکرہ اولیائے ہند، کتب خانہ میور پریس، دہلی، طبع سوم، ج۳، ص:۱۴۱

[71] مفتی غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیاء، مترجم: محمد ظہیر الدین بھٹی، مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور، ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء، ص:۷۰

[72] عبد الرحمٰن جامی، نفحات الانس، مترجم: شمس بریلوی، پروگریسو بکس، اُردو بازار، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص:۲۷۷

[73] محمد دین کلیم قادری، مدینۃ الاولیاء، تصوف فاؤنڈیشن، ۳۴۹، این سمن آباد، لاہور، ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء، ص:۴۰۹

[74] اعجاز الحق قدوسی، تذکرہ صوفیائے پنجاب، ص:۲۵۱

[75] مفتی غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیاء، مترجم: محمد ظہیر الدین بھٹی، مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور، ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء، ص:۲۱۸

[76] محمد اقبال مجددی، تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند، پروگریسو بکس، لاہور، ۲۰۱۳ء، ج۱، ص:۴۰۹

[77] محمد اقبال مجددی، تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند، ج۲، ص:۱۰۸۱

[78] مفتی غلام سرور لاہوری، حدیقۃ الاولیاء، تحقیق و تعلیق: محمد اقبال مجددی، پروگریسو بکس، لاہور، ۱۴۳۷ھ / ۲۰۱۴ء، ص:۱۴۱

[79] دہلوی، مرزا محمد اختر، تذکرہ اولیائے ہند، ج:۲، ص:۱۴۰

[80] محمد دین کلیم قادری، مدینۃ الاولیاء، تصوف فاؤنڈیشن، ۳۴۹، این سمن آباد، لاہور، ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء، ص:۲۲۰

[81] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المزارعہ، فضل الزرع والغرس اذا اکل منہ، رقم الحدیث:۲۳۲۰

[82] مولانا عبد الرحمٰن بن احمد جامی، نفحات الانس من حضرات القدس، تحقیق: مہدی توحیدی پور، انتشارات کتاب فروشی محمودی۔(س۔ن)، ص:۴۴۲

[83] مولانا عبد الرحمٰن بن احمد جامی، نفحات الانس من حضرات القدس، ص:۴۴۲

[84] مولانا عبد الرحمٰن بن احمد جامی، نفحات الانس، ص:۴۴۲

[85] شیخ فرید الدین عطار، تذکرۃ الاولیاء، ص:۶۷

[86] عبد الرحمٰن جامی، نفحات الانس، ص:۴۸۷

[87] اعجاز الحق قدوسی، تذکرہ صوفیائے پنجاب، سلمان اکیڈمی، کراچی، ۱۹۹۶ء، ص:۳۲۶

[88] عبد الحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور، پاکستان، ۲۰۰۹ء، ص:۵۱

[89] عبد الحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، ص:۵۲

[90] ڈاکٹر ظہور الحسن شارب، تذکرہ اولیائے پاک وہند، حامد اینڈ کمپنی، لاہور (س ن)، ص:۱۳۰

[91] پروفیسر صاحبزادہ محمد عبد الرسول للہی، تاریخ مشائخ نقشبندیہ، ص:۲۶۸

[92] خواجہ محمد ہاشم کشمی، نسمات القدس، مترجم: سید محبوب حسن واسطی، مکتبہ نعمانیہ، اقبال روڈ سیالکوٹ، ۱۴۱۰ھ، ص:۶۱

[93] الشیخ عبد المجید بن محمد الخانی الشافعی، الحدائق الوردیۃ فی جلاء السادۃ النقشبندیۃ، تحقیق: الدکتور عاصم ابراہیم الکیالی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۰۱۰ء، ص:۳۹۹/ عارف نوشاہی، خواجہ احرار، پورب اکادمی، اسلام آباد، ۲۰۱۰ء، ص:۹۷

[94] محمد غوثی شطاری مانڈوی، گلزار ابرار، مترجم: فضل احمد جیوری، مکتبہ سلطان عالمگیر، لاہور، ۱۴۲۷ھ، ص:۱۶۸

[95] محمد غوثی شطاری مانڈوی، گلزار ابرار، ص:۱۶۸؛ عارف نوشاہی، خواجہ احرار، ص:۹۷

[96] عارف نوشاہی، خواجہ احرار، ص:۹۸

[97] عبد الحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، ص:۲۱۳

[98] عبد الوھاب الشعرانی، الطبقات الکبریٰ، ص:۸۳۲

[99] عبد الحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، ص:۲۲۹

[100] میر علی شیر قانع ٹھٹوی، معیار سالکان طریقت، ص:۶۹۰

[101] محمد دین کلیم قادری، مدینۃ الاولیاء، ص:۱۵۷

[102] محمد دین کلیم قادری، مدینۃ الاولیاء، ص:۲۰۹

[103] محمد دین کلیم قادری، مدینۃ الاولیاء، ص:۲۳۷

[104] محمد نور بخش توکلی، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، مشتاق بک کارنر، لاہور، س ن، ص:۱۵۷

[105] بیہقی، احمد بن حسین، السنن الکبریٰ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۳ء، رقم الحدیث:۱۰۳۹۸

[106] ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری، الرسالۃ القشیریۃ فی علم التصوف، تحقیق: الدکتور عبد الحلیم محمود / الدکتور محمود بن الشریف، المکتبۃ التوفیقیۃ، القاھرۃ، مصر، س ن، ص:۲۱۰

[107] قانع، میر علی شیر ٹھٹوی، معیار سالکان طریقت، ص:۲۷۳

[108] شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی، عوارف المعارف، مترجم: شمس بریلوی، پروگریسو بکس، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص:۵۱۴

[109] ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی، صفۃ الصفوۃ، مترجم: شاہ محمد چشتی، ادارہ پیغام القرآن، لاہور، ۲۰۱۲ء، ج:۱، ص:۵۱۰

[110] محمد غوثی شطاری مانڈوی، گلزار ابرار، مترجم: فضل احمد جیوری، مکتبہ سلطان عالمگیر، لاہور، ۱۴۲۷ھ، ص:۱۰۳

[111] ڈاکٹر محمد ایوب قادری، مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ حیات و تعلیمات، مرکز معارف اولیاء، محکمہ اوقاف حکومت پنجاب، لاہور، ۱۹۸۶ء، ص:۷۵

112 ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری، الرسالۃ القشیریۃ فی علم التصوف، ص:۲۲۴

113 ابونصر عبداللہ بن علی السراج الطوسی، اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی، ص:۲۰۵

114 ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری، الرسالۃ القشیریۃ فی علم التصوف، ص:۱۶۹

115 عبدالرحمٰن جامی، نفحات الانس، ص:۱۹۹؛ معیار سالکان طریقت، ص:۲۲۳

116 عبدالرحمٰن جامی، نفحات الانس، ص:۳۴۲

117 محمد دین کلیم قادری، مدینۃ الاولیاء، ص:۳۴۴

118 محمد دین کلیم قادری، مدینۃ الاولیاء، ص:۲۰۹

119 مرزا محمد اختر دہلوی، تذکرہ اولیائے ہند، ج۳، ص:۷۵

120 عبدالرحمٰن جامی، نفحات الانس، ص:۳۹۶

121 شیخ فریدالدین عطار، تذکرۃ الاولیاء، ص:۵۲۸

122 شیخ فریدالدین عطار، تذکرۃ الاولیاء، مترجم: عبدالاحد قادری، قادری رضوی کتب خانہ، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص:۵۷۵

123 محمد دین کلیم قادری، مدینۃ الاولیاء، ص:۲۰۷

124 معیار سالکان طریقت، ص:۳۳۲

125 عبدالرحمٰن جامی، نفحات الانس، ص:۵۴۳

126 خواجہ محمد ہاشم کشمی، نسمات القدس، ص:۸۰

127 خواجہ محمد ہاشم کشمی، نسمات القدس، ص:۱۰۶

128 عبدالرحمٰن جامی، نفحات الانس، ص:۷۷۰

129 فقیر محمد جہلمی، حدائق الحنفیہ، دارالسلام، لاہور، ۲۰۲۴ء، ص:۱۹۲

130 ابونصر عبداللہ بن علی السراج الطوسی، اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی، ص:۲۹۰

131 ابونصر عبداللہ بن علی السراج الطوسی، اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی، ص:۲۰۵

132 عبدالرحمٰن جامی، نفحات الانس، ص:۲۵۶

133 خواجہ گل محمد احمد پوری، تکملہ سیر الاولیاء، مترجم: مسعود حسن شہاب، اُردو اکیڈمی بہاول پور، ۱۹۸۷ء، ص:۱۱۰

134 لاہوری، مفتی غلام سرور، خزینۃ الاصفیاء، ص:۵۹

135 پروفیسر صاحبزادہ محمد عبدالرسول للہی، تاریخ مشائخ نقشبندیہ، ص:۲۴۵

136 عبدالرحمٰن جامی، نفحات الانس، ص:۴۷۲

137 میر علی شیر قانع ٹھٹوی، معیار سالکان طریقت، ص:۵۰۹

[138] عبد الرحمٰن جامی، نفحات الانس، ص:۴۶۹، معیار سالکان طریقت، ص:۲۹۶

[139] محدث دہلوی، شیخ عبد الحق، اخبار الاخیار، ص:۴۷

[140] مفتی غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیاء، مترجم: محمد ظہیر الدین، مکتبہ نبویہ، لاہور، ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء، ص:۵۳

[141] محدث دہلوی، شیخ عبد الحق، اخبار الاخیار، ص:۱۷۵

[142] خواجہ محمد ہاشم کشمی، نسمات القدس، ص:۲۷۰

[143] میر علی شیر قانع ٹھٹوی، معیار سالکان طریقت، ص:۱۶۷

[144] پروفیسر صاحبزادہ محمد عبد الرسول للہی، تاریخ مشائخ نقشبندیہ، ص:۲۸۶

[145] عبد الوہاب الشعرانی، الطبقات الکبریٰ، ص:۱۳۶

[146] ابن قتیبہ، الدینوری، ابو محمد عبد اللہ بن مسلم، کتاب المعارف، مترجم: پروفیسر علی محسن صدیقی، قرطاس، کراچی، ۲۰۱۲ء، ص:۵۴۰

[147] ڈاکٹر علی حسن عبد القادر، جنید بغدادرحمۃ اللہ علیہ، مترجم: محمد کاظم، پرنٹر و پبلشر، رشید احمد چودھری، ۱۹۶۷ء، ص:۷۹

[148] عبد الحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، ص:۹۲

[149] ڈاکٹر محمد ایوب قادری، مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ حیات و تعلیمات، مرکز معارف اولیاء، محکمہ اوقاف حکومت پنجاب، لاہور، ۱۹۸۶ء، ص:۱۱۰۔۱۱۱

[150] محدث دہلوی، شیخ عبد الحق، اخبار الاخیار، ص:۲۸۲

[151] عبد الحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، ص:۱۷۸

[152] محدث دہلوی، شیخ عبد الحق، زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین، مترجم: ڈاکٹر محمد عبد الحلیم چشتی، الرحیم اکیڈمی، کراچی، ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء، ص:۶۵

[153] محدث دہلوی، شیخ عبد الحق، اخبار الاخیار، ص:۲۶۱

[154] محدث دہلوی، شیخ عبد الحق، اخبار الاخیار، ص:۲۶۹

[155] بدر الدین سرہندی، حضرات القدس، مکتبہ نعمانیہ، اقبال روڈ سیالکوٹ، ۱۴۰۳ھ، ص:۳۴۶

[156] عبد الکریم بن ہوازن قشیری، الرسالۃ القشیریۃ فی علم التصوف، ص:۳۸

[157] عبد الکریم بن ہوازن قشیری، الرسالۃ القشیریۃ فی علم التصوف، ص:۳۸۔۳۹

[158] عبد الوہاب الشعرانی، الطبقات الکبریٰ، ص:۲۰۸

[159] شیخ فرید الدین عطار، تذکرۃ الاولیاء، ص:۲۱۳

[160] ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی، تلبیس ابلیس، ص:۴۴۳

[161] علی بن عثمان ہجویری، کشف المحجوب، تحقیق: دکتر محمود عابدی، سروش تہران، ایران، ص:۱۶۸

[162] عبد الوہاب الشعرانی، الطبقات الکبریٰ، ص:۲۲۳

[163] میر علی شیر قانع ٹھٹوی، معیار سالکان طریقت، ص:۲۰۸

[164] مفتی غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیاء، ص:۴۴

[165] عبد الرحمٰن جامی، نفحات الانس، ص:۴۳۰

[166] اختر الواسع، فرحت احساس (مرتبین) جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ، البلاغ پبلی کیشنز، دہلی، انڈیا، ۲۰۰۹ء، ص:۲۳

[167] میر علی شیر قانع ٹھٹوی، معیار سالکان طریقت، ص:۳۴۸

[168] مفتی غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیاء، ص:۶۷

[169] میر علی شیر قانع ٹھٹوی، معیار سالکان طریقت، ص:۵۶۸

[170] خواجہ محمد ہاشم کشمی، نسمات القدس، ص:۲۶۴

[171] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، انفاس العارفین، مترجم: سید محمد فاروق القادری، تصوف فاؤنڈیشن، ۲۴۹۔ این سمن آباد، لاہور، ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء، ص:۳۷۶

[172] دہلوی، مرزا محمد اختر، تذکرہ اولیائے ہند، ج:۲، ص:۱۱۲

[173] محدث دہلوی، شیخ عبد الحق، اخبار الاخیار، ص:۲۰۱

[174] ڈاکٹر روبینہ ترین، ملتان کی ادبی زندگی میں صوفیائے کرام کا حصہ، بیکن بکس، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص:۲۳۳

[175] عبد الرحمٰن جامی، نفحات الانس، ص:۱۸۱

[176] محمد دین کلیم قادری، مدینۃ الاولیاء، ص:۲۲۷